سوال

(40)خلق قرآن کا مسئلہ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

خلق قرآن کا مسئلہ

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بلاشبہ امام بخاری رحمہ اللہ نے زبان سے کبھی بھی ''لفظی بالقرآن مخلوق،، نہیں کہا پس جو شخص بھی ان الفاظ کو ان کی طرف منسوب کرتا ہے ان پر

عزیز گرامی مولوی حبیب احمد خان صاحب رحمانی

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ آپ کا لفافہ 23 جولائی کو وصول ہوگیا تھا۔ عیدالاضحی کی چھٹیوں میں جواب لکھنے کا خیال تھا۔ لیکن عید کے تیسرے دن یکایک طبیعت خراب ہوگئی اس لیے جواب میں کافی دیر ہوگئی۔ تحریر کافی طویل اس لیے ہوگئی ہے کہ جابجا ہندی کی چندی کرنی پڑی ہے، اوراس خیال سے کہ شاید آپ کے پاس کتب محولہ موجود نہ ہوں، ضروری عبارتیں نقل کردی گئی ہیں۔ آپ ان سے اپنی مطلب کی چیزیں اخذ کرلیں اورپوری تحریر کی نقل لے کراس کوواپس ضرور کردیں، اس لیے کہ میرے پاس اس کی نقل نہیں ہے اور مسودہ موجود رہنا ضروری ہے۔

شرح مشکوۃ بقدر 2 جلد تیار ہوچکی ہے پہلی جلد ان شاء اللہ مغربی پاکستان میں طبع ہوگی اور دوسری یہیں بھارت میں اپنے زیر اہتمام، سرمایہ کی فراہمی کی فکر ہے، دعا کرتے رہیے کہ اللہ تعالی جلد انتظام فرمائیں اور حسن قبول عطا کریں۔

رسید اور خیریت سے مطلع کریں۔ والسلام

عبیداللہ رحمانی 26 12 1374ھ

ازاسلامیہ سنٹر مدرسہ آرانگر مدرسہ عالیہ

ڈاک خانہ سرساباڑی ضلع میمن سنگھ بخدمت عالی مقام حضرت العلام شیخنا واستادنا مولانا مولوی عبیداللہ صاحب رحمانی مدظلہ العالی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ : مزاج گرامی!

حضور قبلہ! سب سے پہلے خدمت اقدس میں راقم کفش بردار کی ادب واحترام دست بستہ معافی کودرخواست ہے کہ خلق قرآن کا مسودہ واپس بھیجنے میں از حدتاخیر ہوئی۔ لہذا درگزر فرما کر ممنون فرمائیں۔ مسودہ مرسل خدمت ہے۔ خیریا فتگی کا خواست گار ہوں۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے مسلک خلق قرآن کے مضمون پر جو تعاقب نکلا تھا راقم احقر نے اس پر تنقیدی جواب لکھا تھا مگر مومئے قسمت کہ اس کا جواب خاموشی اور اب تک خاموشی۔

حضور قبلہ! آپ کی تصنیف شرح مشکوۃ طبع وشائع ہوئی کہ نہیں؟ اگر ہوئی ہے تو قیمت وملنے کا پتہ کیا ہے؟ یہ معلوم کرنے کا متمنی ہوں، نیز حضور کے کوائف مطلوب ہیں۔ بفضلہ تعالی بخیر وعافیت ہوں اور دعا کا طالب

(ہمارے یہاں آئندہ یکم اپریل سے تعطیل رمضان کا آغاز ہوگا)

لیکن : بااین ہمہ آپ کی تحریر مدیر ''ترجمان الحدیث،، کا تعاقب چوں کہ صرف ایک لفظی گرفت ہے اس لیے چنداں وزن نہیں رکھتا۔ آپ نے امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف جو الفاظ منسوب کئے ہیں اگرچہ لفظا ان کی نسبت صحیح نہیں ہے لیکن معنی بالکل صحیح اور حق مطابق واقعہ ہے جیسا کہ سطور تحت سے واضح ہوگا۔

امام بخاری کی طرف ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے منسوب کئے جانے کی وجہ دو ہے :

پہلی وجہ :

امام ممدوح کے ورود نیشاپور کے موقعہ پر عوام اور جمہور علماء کی طرح امام ذہلی بھی مع اپنے تلامذہ کے، شہر سے باہر ان کے استقبال کے لیے گئے تھے اور امام بخاری کے بخاریوں کے محلے میں فردکش ہوجانے کے بعد امام ذہلی نے اپنے تلامذہ کو ان سے علم حدیث حاصل کرنے کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا : ''اذہبوا إلی ہذا الرجل الصالح العالم، فاسمعوا منہ،، (مقدمۃ فتح الباري ص : 490) لیکن ساتھ ہی لوگوں سے یہ بھی فرمادیا تھا : ''لاتسألوہ عن شئ من الکلام، فإنہ إن أجاب بخلاف ما نحن علیہ، وقع بیننا وبینہ، وشمت بنا کل رافضي وناصبي وجہمي ومرجئ بخراسان،، (مقدمۃ الفتح ص : 490).

لیکن امام ذہلی کی تنبیہ کے باوجود کسی نے امام بخاری کے اس درس قائم ہونے کے تیسرے دن ان سے ''اللفظ بالقرآن،، کے بارے میں سوال کردیا۔ امام بخاری نے جواب میں صرف یہ فرمایا : ''أفعالنا مخلوقۃ والفاظنا من افعالنا،،.

مجلس درس میں جو لوگ حاضر تھے۔ انہیں اس جواب سے اختلاف پیدا ہوگیا، بعض کہنے لگے کہ امام بخاری ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے قائل ہیں اور بعض نے کہا کہ امام نے یہ نہیں کہا۔

حاضرین میں اتنا شدید اختلاف ہوا کہ سب اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک دوسرے کی طرف لپکے اور پڑھے، آخر محلہ والوں نے تمام حاضرین کو اس وقت وہاں سے ہٹایا۔ (مقدمۃ الفتح ص : 49)

امام ذہلی تک اس سوال وجواب اور ہنگامہ کی خبر پہنچنے میں شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ ادھر امام بخاری کی طرف رجوع عام کی وجہ سے امام ذہلی کی مجلس درس سونی اور بے رونق بلکہ خالی ہوگئی تھی، جس کا ان پر نفسانی اثر یہ ہوا کہ معاصرہ اور حسد کی وجہ سے طالبان حدیث اور علماء

گھر کا پتہ : محمد حبیب اللہ خان رحمانی موضع شریف پور ڈاک خانہ گلچھا ضلع دھاکہ، مشرقی پاکستان

(اس خط پر تاریخ نہیں ہے لیکن ڈاک خانہ کی مہر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ملفوف 28 مارچ 1957ء کو چل کر یکم اپریل 1957ء مطابق 30 8 1378ھ مبارکپور پہنچ گیا تھا)

حدیث کو امام بخاری کی طرف سے بدظن اور متنفر کرنے کے لیے ان پر کلام کرنا شروع کردیا، اور بے دھڑک یہ کہہ دیا کہ محمد بنا اسماعیل (بخاری) ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے قائل ہیں۔ امام ذہلی کے اس پروپگنڈے سے امام ابوحاتم اور امام ابوزرعۃ جیسے جلیل القدر محدثین بھی متاثر ہوگئے، بہرکیف امام ذہلی کے کلام وجرح کے بعد امام بخاری کی بھری مجلس درس میں کسی نے ان سے یہ کہا: ''یا عبداللہ ما تقول فی اللفظ بالقرآن مخلوق ہو؟ او غیر مخلوق؟،،. امام بخاری نے سائل کی طرف قصداً توجہ نہیں فرمائی۔

لیکن جب اس نے بار بار سوال دہرایا، تو امام بے بادل ناخواستہ صرف اس قدر جواب ارشاد فرمایا ''القرآن کلام اللہ غیر مخلوق، وافعال العباد مخلوقۃ، والامتحان بدعۃ،، اس سائل نے ہڑبونگ مچاتے ہوئے کہا کہ ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے قائل ہیں (مقدمۃ الفتح: 490).

دوسری وجہ:

متعزلہ (اتباع جعد بن درہم وجہم بن صفوان ومریسی وغیرہم) کا مذہب تھا ''القرآن مخلوق،، اور جب یہ لوگ قرآن یعنی: کلام الہی کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں۔ جو صفۃ الہی ہے۔ تو قراۃ قرۂ آن جو قاری کی صفت اور اس کا فعل وعمل ہے کو بدرجہ اولی مخلوق کہیں گے، معلوم ہوا کہ اس بارے میں ان کے نزدیک قراۃ اور مقروء اور تلاوۃ ومتلو، یعنی فعل اور مفعول کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ بالفاظ دیگر ''القرآن بلفظی،، اور ''لفظی بالقرآن،، ان کے نزدیک ایک ہی چیز ہے، اور جس طرح ''لفظی بالقرآن،، مخلوق ہے اسی طرح ''القرآن بلفظی،، بھی مخلوق ہے۔

اس کے برخلاف تمام اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ ''القرآن کلام اللہ غیر مخلوق،، پھر ان میں باہم بعض تفصیلات کے بارے میں اختلاف ہے، جس کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔ حافظ نے فتح الباری (13 452-453-454-13 492) میں کچھ بیان کردیا ہے۔ وأحب الوقوف علیہ رجع إلیہ، وإلی الملل والنحل للشہرستانی والفصل لابن حزم (ص: 15/3) والفتاوی لابن تیمیہ.

امام ذہلی جہاں اس بات کے قائل تھے ''القرآن کلام اللہ غیر مخلوق،، وہیں یہ بھی فرماتے تھے: ''من زعم لفظی بالقرآن مخلوق فہو مبتدع لایجارس ولا ایکلم،، اور چونکہ ان کا خیال تھا کہ امام بخاری ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے قائل ہیں اس لیے علان کردیا کہ: ''من ذہب بعد ہذا إلی محمد بن إسماعیل فاتہموہ، فإنہ لایحضر مجلسہ إلا من کان علی مذہبہ،، اور یہ بھی فرمایا کہ (''من قال باللفظ فلایحل لہ أن یحضر مجلسنا،، اس اعلان کا فوري اثر یہ ہوا کہ ''اخذ مسلم رداءہ فوق عمامتہ، وقام علی رؤس الناس فبعث إلی الذہلی جمیع ما کان کتب عنہ علی ظہر جمال،، اور جب امام مسلم اور احمد بن مسلمہ ان کے درس گاہ سے اٹھ کر چلے گئے تو امام ذہلی نے کہا: ''لا یساکننی ہذا الرجل (یعنی البخاري) فی البلد، فتخطی البخاری وسافر،، (مقدمۃ الفتح ص: 491).

امام ذہلی کے ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے قائلین کو مبتدع کہنے اور اس قول پر انکار کرنے کی وجہ معلوم نہیں ہوسکی، ممکن ہے احتیاطاً اور سد اللباب انکار کرتے رہے ہوں، اور یہ بھی ہے کہ تلامذہ وقراءۃ تلفظ بالقرآن اور متلو ومقروء ما یتلفظ بہ کے درمیان فرق نہ کرتے ہوئے متلو ومقروء وما یتلفظ بہ یعنی: قرآن جو صفۃ الہی ہے، کی طرح تلاوۃ وقرأۃ وتلفظ (جو صفۃ قاری وفعل عبد ہے) کو بھی غیر مخلوق کہتے ہوں جیسا کہ بعض حنابلہ کا یہ مذہب ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ بھی ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے قائلین پر انکار کرتے تھے۔ لیکن ان کا یہ انکار اس وجہ سے نہیں تھا کہ ہمارے تلفظ بالقرآن اور قرأۃ قرآن (جو بندے کا فعل وعمل ہے) متلو، یعنی: قرآن کی طرح (جو صفۃ رب ہے) غیر مخلوق کہتے ہوں، یعنی امام احمد رحمہ اللہ تلفظ بالقرآن کو غیر مخلوق نہیں کہتے ہیں۔ اس لیے کہ جن لوگوں نے ان کی طرف ''لفظی بالقرآن غیر مخلوق،، کے قول کو منسوب کیا ان پر وہ سختی سے انکار کرتے تھے۔ ''أسند (البیہقی) إلی أحمد أنہ أنکر علی من نقل عنہ أنہ قال: لفظی بالقرآن غیر مخلوق،، (فتح الباری 13/492) معلوم ہوا کہ وہ قاری کی قراءۃ اور تلفظ بالقرآن کو، اور عند التلاوۃ حرکۃ لسان وشفتہ اور صوت قراۃ کو قدیم اور غیر مخلوق نہیں کہتے تھے۔ بلکہ ان کا انکار ''لفظی بالقرآن مخلوق،، بر محض حسماً للمادۃ وسداً للذریعۃ وصوناً للقرآن أن یوصف بکونہ مخلوقاً تہا- قال البیہقی: ''أما ما نقل عن احمد أنہ سوی بینہا (أی بین التلاوۃ والمتلو)، فإنما أراد حسم المادۃ، لئلا یتذرع

أحد إلى القول بخلق القرآن ،، . (فتح الباری 13/492).

امام احمد کے زمانہ میں فتنہ خلق قرآن کا زور تھا، اور ان کا سابقہ انہیں لوگوں سے پڑا جو ''القرآن مخلوق ،، کے قائل تھے۔ اس لیے انہوں نے اس فتنہ کے مقابلہ میں اور قائلین خلق القرآن کی تردید میں پورا زور صرف کیا۔ یہاں کہ جو لوگ اس بارے میں توقف کرتے اور قرآن کو نہ مخلوق کہتے اور نہ غیر مخلوق، ان پر بھی امام احمد انکار کرتے، و نیز اس کے ساتھ ان پر بھی انکار فرماتے جو ''لفظی بالقرآن مخلوق ،، کہتے، یعنی: جو لوگ قرآن کو نہیں، صرف تلفظ بالقرآن کو مخلوق کہتے، ان پر بھی انکار کرتے اور اس قول کو اطلاق کو اور زبان پر لانے کو ناپسند کرتے تاکہ ''القرآن بلفظی مخلوق ،، کے قائلین (معتزلہ، جہمیہ) ''لفظی بالقرآن مخلوق ،، کو ''القرآن بلفظی مخلوق ،، کے قول اور اس کے اثبات کے ذریعہ نہ بنالیں۔ یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ کہہ کر کہ ''القرآن بالفاظنا ،، اور ''الفاظنا بالقرآن ،، کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ یعنی: مقروء متلو اور قراۃ تلاوۃ دونوں شی واحد ہیں۔ اور جب قراۃ اور تلفظ بالقرآن (الفاظنا بالقرآن یا لفظی بالقرآن) مخلوق ہے۔ تو مقروء متلو یعنی قرآن (القرآن بالفاظنا القرآن بلفظی) بھی مخلوق ہے اور جب تم ''لفظی بالقرآن مخلوق ،، کے قائل ہوئے تم کو ''القرآن بلفظی مخلوق ،، کا بھی قائل ہوجانا چاہئیے۔ ''فلما ابتلی احمد بمن یقول القرآن مخلوق، کان أکثر کلامہ فی الرد علیہم، حتی بالغ فأنکر علی من یقف، ولا یقول مخلوق ولا غیر مخلوق، و علی من قال لفظی بالقرآن مخلوق، لئلا یتذرع بذلک من یقول القرآن بلفظی مخلوق، مع أن الفرق بینہما لا یخفی علیہ، لکنہ قد یخفی علی البعض ،، (فتح الباری 13/492)

خلاصہ امام احمد کی روشن اور مذہب کا یہ ہے کہ وہ ''القرآن کلام اللہ غیر مخلوق ،، کے قائل تھے اور ''لفظی بالقرآن غیر مخلوق ،، کے قائل نہیں تھے۔ یعنی: تلاوۃ اور متلو کے درمیان فرق کرتے تھے، اور بندے کے فعل تلاوۃ اور تلفظ بالقرآن (لفظی بالقرآن،) کو غیر مخلوق نہیں کہتے بلکہ مخلوق مانتے، اور صرف اللہ کی صفت قرآن (متلو) کو غیر مخلوق کہتے، لیکن باوجود تلفظ بالقرآن کی مخلوقیت کے قائل ہونے کے ''لفظی بالقرآن مخلوق ،، کے قول اور اطلاق و استعمال کو احتیاطا اور سداً للذریعۃ ناپسند کرتے۔ کما تقدم.

قال الحافظ فی الفتح (13 493):

''ولم ینقل عن أحمد قط، أن فعل العبد (ای التلاوۃ والتلفظ بالقرآن) قدیم ولا صوتہ، وإنما أنکر اطلاق اللفظ، وصرح البخاری بأن أصوات العباد مخلوقۃ، وأن لا یخالف ذلک، فقال فی کتاب خلق افعال العباد (ص: 30) ما یدعونہ عن احمد لیس الکثیر منہ بالبین الثالث، وربما لم یفہموا مرادہ ودقۃ مذہبہ، والتنقیب عن الأشیاء الغامضۃ، و تجنبوا الخوض فیہا والتنازع، إلا فیما جاء فیہ العلم، وبینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،، ثم نقل (66/65) عن بعض أہل عصرہ أنہ قال: ''القرآن بألفاظنا والفاظنا بالقرآن شئ واحد، فالتلاوۃ ہی التلو، والقراۃ ہی المقروء، قال: فقیل لہ إن التلاوۃ فعل التالی و عمل القاری، فقال: ظننتہما مصدرین،

قال: فقیل لہ ہل لا أمسکت کما أمسک کثیر من اصحابک، ولو بعثت إلی من کتب عنک، فاستردت ما أثبت وضربت علیہ، فقال، کیف یمکن ہذا وقد قلت ومضی، فقیل لہ کیف جاز لک أن تقول فی اللہ شیئا لا یقوم بہ شرحاً و بیانا، أذا لم تمیز بین التلاوۃ والمتلو، فسکت اذا لم یکن عندہ جواب ،، انتہی

امام بخاری بھی اگرچہ امام احمد کی طرح تلاوۃ اور تلفظ بالقرآن (لفظی بالقرآن مخلوق ،، کہتے تھے، اور صرف متلو یعنی: قرآن کو ''غیر مخلوق ،، کہتے تھے۔ لیکن بایں ہمہ انہوں نے اپنی زبان سے کبھی بھی ''لفظی بالقرآن مخلوق ،، کا جملہ نہیں نکالا اور اس لفظ کو استعمال نہیں کیا، محض بربناء احتیاط و سد ذریعہ و فرار از ایہام وابتداع و مخالف سلف۔

امام بخاری کا زیادہ سابقہ ان لوگوں سے پڑا جو مفرط تھے، اور بندے کے فعل (تلاوۃ تلفظ بالقرآن) اور اس کی آواز قرآنی کو بھی قدیم و غیر مخلوق کہتے۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض قرآنی اوراق اور نقوش و سیاہی کو بھی غیر مخلوق کہتے تھے اور یہ سخت جہل و نادانی کی بات تھی اس لیے امام ممدوح نے ان کی تردید پورے زور سے کی، اور افعال عباد کے مخلوق ہونے پر قرآنی آیات واحادیث صحیحہ سے استدلال کرنے میں قوت خرچ کردی اور تلاوت و متلو کے درمیان فرق کرنے میں اس قدر اہتمام کیا کہ لوگوں نے ان کے اس مسلک کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی طرف ''لفظی بالقرآن مخلوق ،، کا قول منسوب کردیا، اور یہ مشہور کردیا کہ امام بخاری ''لفظی بالقرآن مخلوق ،، کے قائل ہیں، حالانکہ وہ اس جملہ کو اپنی زبان پر احتیاطاً کبھی نہیں لائے اگرچہ اس کے مفہوم و معنی کے قائل بلکہ مثبت تھے، امام ممدوح نے صرف اس قدر کہا ہے کہ: ''افعالنا مخلوقۃ، وألفاظنا من أفعالنا ،، حافظ فتح 492/13 میں لکھتے ہیں: ''وأما البخاری فابتلی بمن یقول أصوات العباد غیر مخلوقۃ، حتی بالغ بعضہم فقال: والمداد والورق بعد الکتابۃ، فکان أکثر کلامہ فی الرد علیہم، وبالغ فی الاستدلال، بأن أفعال العباد

مخلوقة بالآيات والأحاديث، واَطنب فی ذلک، حتی نسب إلی أنه من اللفظية،،.

تفصیل بالا سے معلوم ہوا کہ امام احمد اور امام بخاری دونوں کا ایک ہی مسلک ہے، اور دونوں کے درمیان اس مسئلہ میں کوئی معنوی اور حقیقی اختلاف نہیں ہے۔

اب اس بات کے ثبوت کے لیے کہ امام بخاری نے گو ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کبھی نہیں کہا، اور اس حیثیت سے اس قول کی نسبت ان کی طرف صحیح نہیں ہے، مگر وہ معنی اور مفہوماً اس قول کے ضرور قائل تھے، سطور ذیل کو غور سے پڑھئے تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ مدیر ''ترجمان الحدیث،، کا مذکورہ تعاقب محض ایک لفظی گرفت ہے اس لیے چنداں وزن نہیں رکھتا۔ اس سلسلے میں پہلے ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کی تشریح ضروری ہے۔

اس جملہ یا مقولہ میں دو چیزیں قابل توجہ ہیں۔ ایک (لفظی) یعنی: میرا تلفظ بالقرآن (پڑھنا میرا قرآن کا) جو بندے کا فعل ہے اور قائم مقام مفعول مطلق کے ہے۔ دوسرا ''القرآن،، ہے جو مقروء و متلو و متلفظ بہ ہے اور جس پر میرا فعل تلفظ وارد ہوا ہے اور بمنزلہ مفعول بہ کے ہے، سو ''خلق،، کا حکم ''لفظی،، پر وارد ہوا ہے نہ ''القرآن،، پر۔ حاصل معنی اس جملہ کا یہ ہے کہ تلفظ: جو فعل عبد ہے وہ مخلوق ہے اور یہی تلفظ ''قرآن،، کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔ جو صفتہ رب ہے اور غیر مخلوق ہے۔ فعل عبد اور صفتہ رب کے درمیان فرق نہ کرنا جہل و حمق ہے اور خبط میں واقع ہوجانے کا سبب۔۔۔۔۔۔۔ مفہوم بالا کو یوں بھی ادا کرسکتے ہیں کہ:۔

''ہمارے تلفظ بالقرآن یعنی: ہمارا قرآن کو پڑھنا اور اس کی تلاوت کرنا (الفاظنا بالقرآن) ہماری صفت اور ہمارا فعل ہے اور اللہ کی ہم مع اپنی جملہ صفات وافعال کے مخلوق ہیں۔ اور اللہ تعالی مع اپنی جملہ صفات کے غیر مخلوق ہے، لہذا میرا تلفظ بالقرآن (لفظی بالقرآن) یعنی قاری کی قراۃ مخلوق ہے اور مقروء یعنی: ''قرآن،، غیر مخلوق ہے۔ خلاصہ یہ کہ وارد مخلوق ہے، اور مورد غیر مخلوق، اور یہی حاصل معنی ہے

امام بخاری کے مختصر کلام ''افعالنا مخلوقة، والفاظنا من افعالنا،، کا یہ پوری تشریح دو امروں پر مبنی ہے:

(1) افعال عباد مخلوق ہیں۔

(2) وارد اور مورد یعنی: قراءۃ تلاوۃ اور مقروء متلو کے درمیان فرق ہے۔ اول یعنی قراۃ فاعل (قاری) کا فعل ہے، اور قائم مقام مفعول مطلق کے ہے اور دوسرا یعنی: مقروء متلو قائم مقام مفعول بہ ہے، جس پر قاری کا فعل (قراءۃ) وارد ہوتا ہے

ان دونوں امروں کے اثبات کے لیے امام بخاری نے ایک مستقل کتاب ''خلق افعال العباد،، تصنیف کرڈالی، اور صحیح بخاری کے آخر میں کلام الہی سے متعلق کئی ابواب محض اسی غرض سے منعقد فرمائے، اب ہم کتاب ''خلق افعال العباد،، تصنیف کرڈالی، اور صحیح بخاری کے آخر میں کلام الہی سے متلق کئی ابواب محض اسی غرض سے منعقد فرمائے، اب ہم کتاب ''خلق العباد،، کی جستہ جستہ عبارات اور ان کی جامع صحیح کے بعض ابواب مع کلام بعض شراح نقل کرتے ہیں، تاکہ ہمارا مدعا خوب واضح ہوجائے اور حقیقت حال روشن ہوکر سامنے آجائے۔

قال البخاری فی کتاب خلق افعال العباد ص: 18 بعد ما روی حذیفة مرفوعا:

''إن الله خلق كل صانع وصنعته، سمعت عبد الله بن سعيد يقول: سمعت يحيى بن سعيد القطان يقول: ما زلت أسمع من أصحابنا يقولون: «إِنَّ أَفْعَالَ الْعِبَادِ مَخْلُوقَةٌ» قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: " حَرَكَاتُهُمْ وَأَصْوَاتُهُمْ وَاكْتِسَابُهُمْ وَكِتَابَتُهُمْ مَخْلُوقَةٌ، فَأَمَّا الْقُرْآنُ الْمَتْلُوُّ الْمُبَيَّنُ الْمُثْبَتُ فِي الْمُصْحَفِ الْمَسْطُورُ الْمَكْتُوبُ الْمَوْعَى فِي الْقُلُوبِ فَهُوَ كَلَامُ اللَّهِ لَيْسَ بِمَخْلُوقٍ، قَالَ اللَّهُ: بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ [العنكبوت: 49] "وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: «فَأَمَّا الْأَوْعِيَةُ فَمَنْ يَشُكُّ فِي خَلْقِهَا؟» قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ فِي رَقٍّ مَنْشُورٍ [الطور: 3]، الخ (وبكذا فی الفتح (498/13) وفی مقدمتہ ص: 490).

وقال فی خلق افعال العباد ص: 19: ''فَأَمَّا الْمِدَادُ وَالرَّقُّ وَنَحْوُهُ فَإِنَّهُ خَلْقٌ، كَمَا أَنَّكَ تَكْتُبُ اللَّهَ، فَاللَّهُ فِي ذَاتِهِ هُوَ الْخَالِقُ، وَخَطُّكَ وَاكْتِسَابُكَ مِنْ فِعْلِكَ خَلْقٌ، لِأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ دُونَ اللَّهِ يَصْنَعُهُ وَهُوَ

خَلْقٌ، وَقَالَ : وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا [الفرقان : 2]

وقال فی ص 23 : ''وَلَعَنَتْ قِرَاءَتَهُ فَإِذَا قِرَاءَتُهُ حَرْفًا حَرْفًا

وَلَعَنَتْ قِرَاءَتَهُ فَإِذَا قِرَاءَتُهُ حَرْفًا حَرْفًا،،

وقال فی ص : 25 : بعد الإشارة إلی حدیث جبریل : ''فسمی الایمان والإسلام والشهادة والإحسان، والصلاة بقراءتها وما فیها من حرکات الرکوع والسجود فعلاً للعبد،، الخ.

وقال فی ص : 34.33 : بعد ذکر حدیث الی موسی : ''لقد أوتیت (یا أبا موسی) مزماراً من مزامیر آل داوٗد، ولاریب فی تحلیق مزامیر آل داوٗد ونداتهم لقوله عزوجل : (وخلق کل شیٔ) ...الخ

وقال قی ص : 35 بعد ذکر قوله تعالی (واتل ما أوحی إلیک من کتاب ربک) وقوله : (الذین یتلون کتاب الله) ونحو ذلک من الآیات بالفظه : ''فبین أن التلاوة من النبی صلی الله علیه وسلم وأصحابه، وأن الوحی من الرب.،،

وقال فی ص : 37 : ''فَبَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَصْوَاتَ الْخَلْقِ وَقِرَاءَاتِهِمْ وَدِرَاسَتَهُمْ وَتَعْلِيمَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُمْ مُخْتَلِفَةٌ بَعْضُهَا أَحْسَنُ وَأَزْيَنُ وَأَحْلَى، وَأَصْوَتُ، وَأَرْتَلُ، وَأَلْحَنُ، وَأَعْلَى، وَأَخَفُّ، وَأَغَضُّ، وَأَخْشَعُ، وَقَالَ : {وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا} [طه : 108]، وَأَجْهَرُ، وَأَخْفَى، وَأَهْمَرُ، وَأَمَدُّ، وَأَلْيَنُ، وَأَخْفَضُ مِنْ بَعْضٍ،،.

وقال فی ص : 38 : ''فَأَمَّا الْمَتْلُوُّ فَقَوْلُ اللَّهِ الَّذِي : {لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ}، وقال بعد ذکر حدیث عبدالله بن عمرو مرفوعا : یمثل القرآن یوم القیامة رجلا فیشفع لصاحبه، وقال أبو عبدالله (البخاری) : وهو اکتسابه وفعله، قال الله : (فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره) وقد دخل ذلک فی قراءة القرآن وغیرها،،.

وقال فی ص : 38 : ''مع أن الجهمیة والمعطلة إنما ینازعون أهل العلم علی قول الله، إن الله لا یتکلم وإن تکلم فکلامه خلق، فقالوا : إن القرآن المقروء بعلم الله مخلوق، فلم یمیزوا بین تلاوته العباد وبین المقروء وقال أیضا : فالمقروء هو کلام الرب قال لموسی : (إنما الله لا إله إلا أنا فاعبدونی) الخ،،.

وقال أیضا فی ص : 63 : ''وقد کتب النبی ﷺ کتابا فیه : بسم الله الرحمن الرحیم، وقرأه ترجمان قیصر علی قیصر وأصحابه، ولا نشک فی قراءة تنا لکفار وأهل الکتاب، إنما أعمالهم، وأما المقروء فهو کلام الله العزیز المنان الذی لیس بمخلوق،، الخ

وقال فی ص : 64 : ''وهذا واضح بین، عند من کان ادنی معرفة، أن القراءة غیر المقروء، ولیس لکلام الفجرة وغیرهم، فضل علی کلام غیرهم، کفضل الخالق علی مخلوق،، الخ.

وقال أیضا (ص : 65) : ''القراءة هی التلاوة، والتلاوة غیر المتلو، وقد بینه أبوهریرة رض الله عنه عن النبی ﷺ قال : إقرؤا إن شئتم یقول العبد : ''الحمد لله رب العالمین،، (الی آخر الحدیث)، قال الامام البخاری : فبین أن سؤال العبد غیر ما یعطیه الله العبد، أن قول العبد غیر کلام الله، هذا من العبد الدعاء والتضرع، ومن الله الأمر والإجابة،،

وقال ایضا (فی ص : 65) : ''فذکر النبی ﷺ أن بعض الصلاة أطول من بعض، وأخف، وأن بعضهم یزید علی بعض فی القرأة، وبعضهم ینقص، ولیس فی القرآن زیادة ولا نقصان، فأما التلاوة فإنهم یتفاضلون فی الکثرة والقلة والزیادة والنقصان، وقد یقال فلان حسن القراءة وردی القراءة، ولا یقال حسن القرآن وردی القرآن، وإنما نسب إلی العباد القراءة لا القرآن، لأن القرآن کلام الرب جل ذکره، والقراءة فعل العبد، ولا یخفی معرفة هذا القدر إلا علی من أعمی الله قلبه ولم یوفقه ولم یهده سبیل الرشاد،،.

وقال فی أیضا (ص : 66) بعد ذکر حدیث ''لا صلوة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب، فأوضح أن قرأة القاری وتلاوته غیر المقرو والمتلو، وإنما المتلو فاتحة الکتاب،،.

وقال (قی ص : 68) : ''ففی قولک تلفظ به وتقرأ القرآن، دلیل بین أنه غیر القراءة..... وقال أحمد رحمه الله : لا یعجبنی قراءة حمزة، ولا یقال لا یعجبنی القرآن،، الخ

.....

وقال (فی ص : 67) ''وقال النبی ﷺ إنما الصلوة القراءة القرآن ولذکر اللہ ولحاجة المرأ إلی ربہ ، أن الدعاء والحاجة والتضرع والذکر والقراءة من العبد ، وإن المقروء ہو کلام اللہ عزوجل .''

وقال (فی ص : 74) : فالقرآن قول اللہ عزوجل ، والقرأة والکتابة والحفظ للقرآن ہو فعل الخلق ، لقولہ : (فاقرؤا ما تیسر منہ) (المزمل : 20) القرآن والقراءة فعل الخلق وطاعة اللہ والقرآن لیس ہو الطاعة ، إنما ہو الأمر بالطاعة.....

وقال أیضا (فی ص : 75) : ''والصلاة بجملتہا طاعة اللہ ، وقراءة القرآن من جملة الصلوة ، فالصلوة طاعة اللہ ، والأمر بالصلوة قرآن ، وہو مکتوب فی المصاحف ، محفوظ فی الصدور ، مقروء علی اللسان ، والقراة والحفظ والکتابة مخلوق ، وما قری وحفظ وکتب لیس بمخلوق ، ومن الدلیل علیہ أن الناس یکتبون اللہ ویحفظونہ ویدعونہ ، فالدعاء والحفظ والکتابة من الناس مخلوق ، ولاشک فیہ والخلق اللہ بصفتہ ، ، الخ

وقال فی جامعة الصحیح : ''باب ذکر اللہ بالأمر وذکر العباد بالدعا : والتضرع والرسالة والابلاغ ، لقولہ تعالی : (فاذکرونی أذکرکم) (البقرہ : 153) ،

قال الحافظ فی الفتح 13/489 : ''قال البخاری فی کتاب خلق أفعال العباد : بین بہذہ الآیة ، أن ذکر العبد ، غیر ذکر اللہ عبدہ ، لأن ذکر العبد الدعاء والتضرع والثناء وذکر اللہ الإجابة ، ،

وقال فیہ : ''باب قول اللہ تعالی (فلا تجعلوا للہ أندادا) الخ (البقرہ : 22)

وقال الکرمانی ، مراد البخاری بذلک ، بیان کون أفعال العباد ، بخلق اللہ تعالی ، إذ لو کانت أفعالہم (کالقراءة والتلفظ بالقرآن مثلا) بخلقہم لکانوا أندادا للہ وشرکاء لہ فی الخلق ، ، (فتح الباری 13/49).

وقال فیہ : ''باب قول اللہ (لاتحرک بہ لسانک (القیامہ : 16) وفعل النبی ﷺ حیث ینزل علیہ الوحی ،

قال العینی 170/25 : ''غرض البخاری أن قراءة الإنسان وتحریک شفتیہ ولسانہ عمل لہ ، یؤجر علیہ ، ، انتہی .

وقال البخاری : ''وقال أبوہریرة عن النبی ﷺ ، قال اللہ تعالی (أنا مع عبدی إذا ذکرنی .....وتحرکت بی شفتاہ) ، ثم روی البخاری حدیث ابن عباب ''قال : کان النبی ﷺ یعالج من التنزیل شدة ، وکان یحرک شفتیہ ، ، (بخاری مع الفتح لکتاب التوحید 13/499). الحدیث .

قال الحافظ فی الفتح 500/13 : ''مراد البخاری بہذین الحدیثین المعلق والموصول الرد علی من زعم أن قرأة القاری قدیمة ، فبان أن حرکة لسان القاری بالقرآن من فعل القارئ ، بخلاف المقروء ، فإنہ کلام اللہ القدیم ، کما أن حرکة لسان ذاکر اللہ حادثہ من فعلہ ، الذکور وہو اللہ سبحانہ وتعالی قدیم ، وإلی ذلک أشار بالتراجم التی تأتی بعد ہذا ، ، .

وقال فیہ : ''باب قول اللہ عزوجل (وأسروا قولکم أو اجہروا بہ ، إنہ علیم بذات الصدور . ألا یعلم من خلق وہو اللطیف الخبیر (الملک : 13) ، ،

ثم روی فیہ أحادیث منہا قولہ ﷺ : ''لیس منا من لم یتغن بالقرآن ، ، (7527)

قال القسطلانی 12/15 ، والحافظ فی الفتح 13/501 والعینی 25/181 : قصد البخاری بذلک للإشارة إلی النکتة ، التی کانت مختفیة بمسئلة اللفظ ، فأشار بالرجمة إلی أن تلاوة الخلق ، تتصف بالسر والجہر ، ویستلزم أن تکون مخلوقة ..... قال ابن المنیر دلت أحادیث الباب الذی قلبہ علی أن القراءة فعل القاری ، وأنہا تسمی تلفیظا ، وہذا ہو الحق ، اعتقاد الإطلاقا ، حذرا من الإیہام وفرارا من الإبتداع بخالفة السلف فی الإطلاق ، وقد ثبت عن البخاری أنہ قال : من نقل عنی أنی قلت لفظی بالقرآن مخلوق فقد کذب ، وإنما قلت أفعال العباد

مخلوقة،، انتہی

وقال فیہ..... ''باب قول النبی ﷺ: رجل آتاہ اللہ القرآن، فہو یقوم بہ آناء اللیل وآناء النہار، ورجل یقول: لوأوتیت مثل أوتی ہذا، فعلت کما یفعل، فبین اللہ (أی علی لسان نبیہ) أن قیامہ بالکتاب ہو فعلہ، (حیث أسند القیام إلیہ) وقال: (ومن آیاتہ خلق السماوات والأرض واختلاف ألسنتکم وألوانکم) (الروم: 22) وقال جل ذکرہ: (وافعلوا الخیر لعلکم تفعلون (الحج: 77)، قال الحافظ (فی الفتح 502/13): ''أما الآیۃ الاولی فالمراد منہا اختلاف ألسنتکم، لأنہا تشمل الکلام کلہ فتدخل القراءۃ، أما الآیۃ الثانیۃ، فعموم فعل الخیر یتناول قراءۃ القرآن والذکر والدعاء وغیر ذلک، فدل علی أن القراءۃ فعل القاری،، انتہی

وقال الحافظ فی شرح (13/503/504) ''باب قول اللہ تعالی: یاأیہا الرسول بلغ ماأنزل إلیک من ربک (المائدہ: 67) الخ، قال البخاری فی کتاب خلق أفعال العباد: بعد أن ساق قولہ تعالی (یاأیہا الرسول بلغ) الآیۃ،

قال: فذکر تبلیغ ماأنزل إلیہ، ثم وصف فعل تبلیغ الرسالۃ، فقال: (وإن لم تفعل فما بلغت)، قال: فسمی تبلیغ الرسالۃ وترکہ فعلا، ولایمکن لاحد أن یقول: إن الرسول لم یفعل ماأمر بہ من تبلیغ الرسالۃ، یعنی: فإذا بلغ فقد فعل ماأمر بہ وتلاوتہ ماأنزل إلیہ ہو التبلیغ وہو فعلہ،، (إلی آخر ماذکر).

وذکر تحت قول عایشۃ رضی اللہ عنہا: إذا أعجبک حسن عمل امری، فقل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمؤمنون الخ قصۃ، ثم قال: ''دل سیاق القصۃ علی أن المراد بالعمل، ماأشارت إلیہ من القراءۃ والصلوۃ وغیرہما فسمت کل ذلک عملا،، انتہی (فتح الباری 13/503/504/505).

وقال البخاری..... ''باب قول اللہ تعالی (قل فأتوا بالتوراۃ فاتلوہا) الخ

قال الحافظ فی الفتح 13/508: ''مرادہ بہذہ الترجمۃ، أن یبین أن المراد بالتلاوۃ القراءۃ، وقد فسرت التلاوۃ بالعمل، والعمل من فعل العامل، وقال فی کتاب خلق افعال العباد: ذکر ﷺ أن بعضہم یزید علی بعض فی القراءۃ: الخ

وقال: ''باب قول النبی ﷺ الماہر بالقرآن مع سفرۃ الکرام البررۃ، وزینوا القرآن بأصواتکم،،.

قال الحافظ 13/519: ''والذی قصدہ البخاری إثبات کون التلاوۃ فعل العبد، فانہا یدخلہا التزیین والتحسین والتطریب، وقد یقع بأضداد ذلک، وکل ذلک دال علی المراد، وقد اشار الی ذلک ابن المنیر فقال: ظن الشراح ان غرض البخاری جواز قراءۃ القرآن بتحسین الصوت، ولیس کذلک، وإنما غرضہ للإشارۃ الی ماتقدم من وصف التلاوۃ، بالتحسین والتراجیع والخفض والرافع ومقارنۃ الاحوال البشریۃ، کقول عائشۃ: ''یقرأ القرآن فی حجری، وأنا حائض،، فکل ذلک یحقق أن التلاوۃ فعل القاری، وتتصف بما تتصف بہ الافعال، وتتعلق بالظروف الزمانیۃ والمکانیۃ،، انتہی،

ثم نقل الحافظ عن کتاب خلق أفعال العباد مایؤید ذلک: (فتح الباری 13/519).

وقال: ''باب قول اللہ تعالی: (بل ہو قرآن مجید فی لوح محفوظ).

قال الحافظ 522/13: ''قال البخاری فی خلق افعال أن ذکر ہذہ الآیۃ والذي بعدہا، قد ذکر اللہ أن القرآن یحفظ ویسطر، والقرآن الموعی فی القلوب، المسطور فی المصاحف المتلو بالألسنۃ، کلام اللہ لیس بمخلوق، وأما المداد الورق والجلد فانہ مخلوق،،.

ان تمام عبارات سے صاف واضح ہے کہ امام بخاری تلاوۃ اور متلو کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ اور تلاوت کو بندے کا فعل و عمل کہتے ہیں۔ اور چونکہ بندے کے تمام افعال مخلوق خدا ہیں۔ اس لیے اس کی تلاوت یعنی: تلفظ بالقرآن (لفظی بالقرآن) مخلوق ہے، اور متلو جو اللہ کی صفت ہے وہ غیر مخلوق ہے، اور یہ پوری تشریح عین مفہوم ہے ''لفظی بالقرآن

مخلوق،، کا۔ پس ہمارا یہ دعوی بالکل درست ہے کہ امام بخاری نے اگرچہ اپنی زبان سے صرف ''افعالنا مخلوقۃ، والفاظنا من افعالنا،، کہا ہے اور احتیاطاً اور حذراً من الاتہام اور فرار من الابتداع عن لغۃ السلف فی الاطلاق ''لفظی بالقرآن مخلوق،، اپنی زبان پر کبھی بھی نہیں لائے، لیکن ان کے عقیدہ اس جملہ کے مفہوم و معنی کے مطابق ہی تھا۔ یعنی : ان کا عقیدہ وہی تھا جس پر جملہ مذکورہ دلالت کرتا ہے۔ لہذا گو لفظاً اس جملہ کی نسبت ان کی طرف صحیح نہیں ہے، لیکن معنی بلاشبہ صحیح ہے۔

ہذا ما ظہر لی بعد امعان النظر فی کلامہ. عبیداللہ مبارک پوری 26 12 1374ھ 16 8 1955ء

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 119

محدث فتویٰ